OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

مدارس کا نظام تعلیم: سیرت النبی کی روشنی میں ایک مطالعہ

Education System of *Madāris*: A Study in the light of Sira of the Prophet

Dr. Muhammad Shafeeq
Assistant Professor of Islamic Studies, Minhaj University,Lahore
Muhammad Azhar Abbasi
Doctoral Candidate, Minhaj University Lahore

Abstract

Madāris are the continuation of the Suffah which was established by the teacher of mankind Hazrat Muhammad ﷺ at the Prophet,s ﷺ Mosque for teaching and training of his Companions. The most pivotal and fundamental purpose of establishing the Suffah was to enable his Companions to memorize, and understand the meanings and concepts of the Holy Qur'an under the guidance and companionship of the Holy Prophet ﷺ, as well as observe the personality of the Holy Prophet (PBUH) in order to learn the manners of the Holy Prophet ﷺ and adopt them in their practical life for character building and finding solution of the questions that arise in their hearts and minds as well as the challenges faced by them in their lives. The teacher of mankind (ﷺ), provided such a curriculum of education to his Ummah which is based on Qur'an and Sunnah and guarantees the character building of mankind for its betterment and welfare. The biography of the Prophet ﷺ is such a comprehensive and perfect model for mankind which provides solution of the problems faced by the mankind in this world as well as the world hereafter. That is why for centuries the Holy Qur'an and the Sunnah have such a pivotal and fundamental role that they

CC BY

have been included in the curriculum of the Islamic system of education which was based on the Suffah's model of education. It is pertinent to mention that in the early era before the bifurcation of religious and contemporary knowledge the Madrasahs not only produced the eminent Methidathions, commentators, and jurists but also produced, law makers, mathematicians, scientists, and imams of logic and philosophy. Hence it is the need of the hour to restructure the curriculum of the current system of education in light the Qur'an and biography of the Holy Prophet ﷺ, so that humanity may get benefit from it. The preceding article is a humble effort to review the system of education of the Madrasahs in the light of Biography of the Holy Prophet.

Key words: *Madāris*, Sira, education system

تمہید

ایک عرصہ سے قومی اور بین الاقوامی سطح پر موافقین و مخالفین، مصلحین و مفسدین اور محبین و ناقدین کی طرف سے مدارس کے بارے میں یہ بات کہی جارہی ہے کہ مدارس زمانے کی رفتار کا ساتھ نہیں دے رہے، ان کا نصاب تعلیم ایک ٹھہرا ہوا تالاب ہے، ان کا نظام تعلیم عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہے، ان کا نصاب تعلیم اور نظام تعلیم سیرۃ النبی ﷺ کا ترجمان نہیں رہا، یہ اپنے طلباء کو معاشرے کا مفید شہری بنانے میں ناکام رہے ہیں، ان کے فضلاء مخصوص وضع قطع کے باعث اپنی ہی بستی میں اجنبی لگتے ہیں، ماضی کی آغوش میں آسودگی ڈھونڈنا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ اہل مدارس شکستہ صفوں کے دل برداشتہ امام ہیں، الٹی ہوئی بساط کے پٹے ہوئے مہرے ہیں، بکھرے ہوئے لشکر کے مایوس سپہ سالار ہیں، ہاری ہوئی بازی کے تھکے ہوئے کھلاڑی ہیں۔ یہ اور اس طرح کے کٹیلے، غصیلے اور نوکیلے جملے مدارس اور اہل مدارس کے بارے میں گاہے، گاہے سننے اور پڑھنے کو ملتے رہتے ہیں۔ ان جملوں میں کس قدر صداقت ہے۔ زیر نظر تحریر میں اسی بات کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس کا عنوان ہے "مدارس کا نظام تعلیم (سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ)" زیر نظر مضمون میں سب سے پہلے سیرۃ النبی ﷺ کا معنی و مفہوم پیش کیا جائے گا تاکہ سیرۃ النبی ﷺ کے معنی و مفہوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے زیر نظر عنوان پر بحث کی جاسکے بعد ازاں نبی کریم ﷺ کے دست اقدس سے قائم کیے گئے سب سے پہلے مدرسہ "صفہ" کا تعارف اور اس کے قیام کا مقصد پیش کرتے ہوئے مدارس دینیہ کے نظام تعلیم کا سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں جائزہ پیش کیا جائے گا۔

سیرت کا معنی و مفہوم

سیرت عربی زبان کا لفظ ہے جو لغت عرب میں متعدد معانی کے استعمال کیا جاتا ہے لیکن عصر حاضر میں جب بھی اور جہاں بھی یہ لفظ بولا اور لکھا جاتا ہے تو اس سے رسول کریم ﷺ کی سیرت و کردار اور آپ ﷺ کے اخلاق و عادات مراد ہوتے ہیں چنانچہ المعجم الوسیط ہے :"السِّيرَة: السّنة والطريقة وَالْحَالة الَّتِي يكون عَلَيْهَا الْإِنْسَان وَغَيره والسيرة النَّبَوِيَّة وَكتب السّير

مَأْخُوذَة من السِّيرَة بِمَعْنى الطَّرِيقَة وَأدْخل فِيهَا الْغَزَوَات وَغير ذَلِك"۔[1]سیرت بمعنی سنت، طریقہ اور ایسی حالت جس پر انسان اور دیگر مخلوقات زندگی گزاریں سیرت کہلاتا ہے، سیرت نبوی اور کتب سیر میں لفظ "السیرۃ" بمعنی طریقہ سے ماخوذ ہے اور اس میں غزوات وغیرہ سب داخل ہیں۔ کشاف اصطلاح الفنون میں ہے:

"Life of the manner of dealing with others, conducts, Biographies prophet Mohammed".[2]

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سیرت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "آنچہ متعلق بہ وجود پیغمبر وصحابہ کرام وآل عظام است و از ابتدائے تولد آں جناب تاغایت وفات آں راسیرت گویند"[3]۔ ولادت باسعادت سے لیکر ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے تک آپ ﷺ، صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی زندگی سے وابسطہ ہر قول، فعل اور تقریر کو سیرت کہا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تعریفات کو آسان لفظوں میں یوں بیان جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی سے متعلق ہر بات اور ہر واقعہ سیرت ہے، چاہے اس کا تعلق آپ ﷺ کی معاشرتی زندگی سے ہو، چاہے معاشی زندگی سے ہو، چاہے سیاسی زندگی سے ہو۔ الغرض اگر سیرۃ النبی ﷺ کو مختلف عنوانات میں بیان کیا جائے تو سیرت نبوی ﷺ کے ایک پہلو کا نام عقیدہ توحید ہے، دوسرے پہلو نام فقہ ہے اور تیسرے پہلو کا نام معاشرت ہے، چوتھے پہلو کا نام تجارت ہے، پانچویں پہلو کا نام سپہ سالاری ہے ۔ اور یہی وہ سیرت ہے جس کو اپنانے کا حکم اللہ تبارک وتعالی نے قرآن پاک میں جابجا فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا"۔[4]بیشک رسول اللہ (ﷺ کی زندگی) میں تمہارے لیے نہایت عمدہ نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ"۔[5]بیشک تمہارے لیے ان میں اچھا نمونہ ہے (خصوصا) ان کے لیے جو اللہ سے (ملاقات کی امید) رکھتے ہوں اور روز آخرت سے، اور جس نے ان کافروں کو دوست بنایا تو بیشک اللہ ہی بے نیاز اور لائق حمد ہے۔ اور رسول کریم ﷺ کی اسی سیرت وکرادر کو اپنانے اور عملی زندگی میں شامل کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ"۔[6]رسول جو تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے تم کو روکیں اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ یعنی رسول کریم ﷺ کے ظاہری دنیا میں قدم رنجہ فرمانے سے لیکر، دنیا سے پردہ فرمانے تک آپ ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ، ہر پہلو اور ہر گوشہ سیرت ہے اور اسی سیرت وکرادر کو اپنانے اور اختیار کرنے کا ہمیں مذکورہ بالا آیات میں حکم دیا گیا ہے۔ اور یہ بات بھی مبنی بر حقیقت ہے کہ کسی کی سیرت وکردار کو اپنانے اور اختیار کرنے کے لیے صاحب سیرت کی صحبت اختیار کرنا ضروری ہے تاکہ صاحب سیرت کی سیرت و کردار کو یاد اور محفوظ کیا جاسکے اور اس پر عمل کیا جا سکے۔ کیونکہ صحبت اختیار کیے بغیر، صاحب سیرت کے اقوال، افعال، تقریرات اور زندگی کے لمحات وواقعات کو یاد اور محفوظ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کے لیے مسجد نبوی سے متصل ایک چوبوترہ قائم فرمایا جسے صفہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جسے دنیائے اسلام کا پہلا مدرسہ (یونیورسٹی) بننے کا شرف حاصل ہے جس کے قیام کا مقصد اولین آپ ﷺ کی سیرت وکردار اور قرآن پاک کو یاد اور محفوظ کرنا تھا۔

صفہ کا تعارف

صفہ کے لغوی معنی سایہ دار چبوترہ، پلیٹ فارم یا ایسا مکان جس کی چھت گھاس پھوس سے بنی ہوئی ہو[7] اور اصطلاح میں اس سے بالعموم وہ چبوترہ مراد لیا جاتا ہے جسے نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت اور رہائش گاہ کے لیے مسجد نبوی سے متصل ایک جانب قائم فرمایا جسے اس کے سائبان کی وجہ سے "صفہ "کہا جاتا تھا۔صفہ اصل میں ایک کھلی اقامتی (Residential) درس گاہ تھی جو دن کے وقت تعلیم و تربیت کا کام دیتی تھی اور رات کو بے گھر صحابہ کرام کی آرام گاہ کے طور پر استعمال ہوتی تھی گویا کہ یہ دنیا کی پہلی اقامتی (Residential) جامعہ (University) تھی۔ جن نفوس قدسیہ نے تعلیم و تربیت کے لیے اس درس گاہ میں رہائش اختیار کی، اُنہیں "اصحاب صفہ "کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اس اعتبار سے اگر مسجد نبوی سے متصل اس صفہ نامی درس گاہ کو عصر حاضر کی اقامتی اور کھلی درس گاہوں کا ابتدائیہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ چنانچہ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: "صفہ سے مراد مکان کا ملحق حصہ ہوتا ہے۔ یہ مسجد نبوی میں ایک احاطہ تھا جو اس غرض کے لیے مختص کر دیا گیا تھا کہ باہر سے آنے والوں بلکہ خود مقامی بے گھر طالب علموں کے لیے دارالاقامہ کا بھی کام دے اور درس گاہ کا بھی "[8]

صفہ کے قیام کے مقاصد

صفہ کے قیام کا ایک مقصد تو یہ تھا کہ صحابہ کرام وہاں بیٹھ کر لکھنا، پڑھنا سیکھیں اور قرآن و احادیث کو یاد کریں اور ان کے معانی و مفاہیم کو سمجھیں اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ جن صحابہ کرام کے پاس رہائش نہیں تھی وہ اسی میں رہائش اختیار کریں۔ چنانچہ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: "اس اقامتی درس گاہ میں لکھنے، پڑھنے کے علاوہ فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی قرآن مجید کی سورتیں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں۔ فن تجوید سکھایا جاتا تھا اور دیگر اسلامی علوم کی تعلیم کا بندوبست تھا۔ جس کی نگرانی خود رسول کریم ﷺ شخصی طور پر فرمایا کرتے تھے اور وہاں رہنے والوں کی غذا کا بھی بندوبست کیا کرتے تھے۔ یہ طلبہ اپنے فرصت کے لمحوں میں طلب روزگار میں بھی مصروف ہوا کرتے تھے۔ درس صفہ میں نہ صرف مقیم طلبہ کی تعلیم کا انتظام تھا بلکہ ایسے بھی بہت سے لوگ آتے تھے، جن کے مدینہ منورہ میں گھر تھے اور وہ صرف درس کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے ان کی حاضری ہنگامی اور وقتی ہوتی تھی جبکہ رہائشی طلباء ہر وقت موجود رہتے تھے "۔[9] "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں مہاجرین کے ساتھ مجلس درس میں بیٹھا تھا، ان میں سے بعض مہاجرین ستر کھل جانے سے بچنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھے تھے اور ایک قاری ہمیں قرآن کی تعلیم دے رہا تھا، اسی اثناء میں رسول کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے درمیان میں آکر کھڑے ہوگئے، آپ ﷺ کو اپنے درمیان پاکر قاری صاحب خاموش ہوگئے تو رسول کریم ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور پوچھا تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ قاری صاحب قرآن پڑھ رہے ہیں اور ہم سن رہے ہیں، ہمارا جواب سن کر رسول کریم ﷺ نے فرمایا! "الحمد للہ الذی جعل من امتی من امرت ان اصبر نفسی معھم "[10] اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا ہے جن کے ساتھ بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا ہے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ ہمارے درمیان بیٹھ گئے تاکہ آپ ﷺ ہمیں اپنی سنگت عطا فرمائیں پھر اپنے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ حلقہ بنا کر بیٹھو تو حاضرین مجلس حلقہ بنا کر اس طرح بیٹھے کہ سب کا چہرہ آپ ﷺ کی طرف ہو گیا۔ پھر فرمایا: اے فقراء مہاجرین کی جماعت تمہیں قیامت کے دن نور تام کی بشارت ہو۔ تم لوگ قیامت کے دن مال داروں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہو جاؤ گے "۔ ابو الاثر حفیظ جالندھری رحمہ اللہ نے صفہ اور اصحاب صفہ کے بارے میں کیا ہی خوب لکھا ہے:

"تمنائیں بر آتی تھیں یہاں ذوق عبادت کی[11]
یہاں پیشانیوں پر مہر لگتی تھی سعادت کی
بہت سے طالبان حق گھروں کو چھوڑ کر نکلے
جہان ماسوا سے رشتے ناطے توڑ کر نکلے
فقط اللہ واحد کی رضا مطلوب تھی ان کو
فقط دنیا میں حب مصطفی محبوب تھی ان کو
انہیں پوائے زینت تھی نہ دولت سے علاقہ تھا
لباس ان کا تھا غیرت، ان کا دامن فقر و فقہ تھا
یہ آئے تھے یہاں پر اکتساب نور کرنے کو
اشاعت نور قرآن کی قریب و دور کرنے کو
حضور مصطفی لائے تھے یہ کاسے گدائی کے
ملا وہ کچھ کہ قاسم بن گئے ساری خدائی کے
صبح مشرق کو ملی پائندگی ان سے
ہوا مغرب غریق موجہ شرمندگی ان سے

صفہ کا نصاب تعلیم

بنیادی طور پر صفہ کا نصاب تعلیم قرآن اور صاحب قرآن تھے لیکن ضمنا ان کے ساتھ، ساتھ وہ علوم وفنون بھی سیکھائے جاتے تھے جو قرآن اور صاحب قرآن یعنی سیرت رسول ﷺ کے سیکھنے میں معاون و مددگار ہو سکتے تھے جیسے لکھنا، پڑھنا، فن تجوید و قرآت، فقہ کی تعلیم وغیرہ۔ دنیائے اسلام کی اس پہلی درس گاہ (صفہ) کا نصاب تعلیم خود اللہ تبارک و تعالی منتخب فرمایا تھا جسے قرآن کریم نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے ۔"كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ"-[12] دیگر تمام نعمتوں کی طرح ہم نے تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تمہیں ہماری آیات پڑھ، پڑھ کر سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ نفس کرتا ہے اور کتاب (قرآن) و حکمت سکھاتا ہے اور تمہیں ان باتوں کی تعلیم دیتا ہے جن کو تم نہیں جانتے تھے۔ بالفاظ دیگر مسلم امہ کے نصاب تعلیم کا ذکر قرآن پاک میں مندرجہ الفاظ میں کیا گیا ہے۔مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ[13]. رسول جو تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے تم کو روکیں اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ ان آیات نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ اس پہلی اسلامی یونیورسٹی (صفہ) کا نصاب تعلیم مندرجہ ذیل تھا۔(1) قرآت قرآن (2) تزکیہ نفس (3) تعلیم کتاب (4) تعلیم حکمت (5) ایسی باتوں کا سیکھنا جن کا ذکر واضح طور پر قرآن میں نہ ہو یعنی سیرت رسول ﷺ۔ حضرت براء بن عازب سے مروی ہے:"ما كل الحديث سمعنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحدثنا أصحابنا وكنا مشتغلين في رعاية الإبل"[14]ہم تمام احادیث رسول کریم ﷺ سے نہیں سنتے تھے، ہم اپنے ساتھیوں سے احادیث سنتے تھے۔ (کیونکہ) ہم اونٹوں کو چرانے کے کام میں مصروف رہتے تھے۔ اسی طرح قبیلہ عبد

القیس کے رئیس عبد اللہ الاشجع کے حضور ﷺ سے فقہ اور قرآن کے بارے میں سوال کرنے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ عہد نبوی میں صحابہ کرام کا نصاب تعلیم قرآن اور صاحب قرآن کی ذات تھے۔ طبقات ابن سعد میں ہے:"يسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الفقه والقرآن"۔[15] وہ رسول کریم ﷺ سے فقہ اور قرآن کے متعلق سوال کر رہے تھے۔

صفہ کا نظام تعلیم

صفہ کا نظام تعلیم عصر حاضر کے مروجہ اور رسمی نظام تعلیم سے جداگانہ شان رکھتا تھا جس میں معلم و متعلم وقت، سفر و حضر، لیل و نہار، سردی و گرمی، صبح و شام، صغیر و کبیر اور مرد و عورت کی تخصیص و تعیین اور تفریق کے بغیر ہر وقت، ہر جگہ تعلیم و تعلم میں مصروف عمل رہتے تھے اور حاجات ضروریہ اور عبادت واجبہ کے علاوہ سارا وقت سیکھنے، سکھانے پر صرف اور خرچ کیا جاتا تھا چنانچہ مدینہ منورہ میں مسجدیں، محلے، قبیلے اور راستے تعلیم گاہیں بن گئے تھے اور کتاب و سنت اور فقہ کی تعلیم ہر وقت جاری رہتی تھی اور ہونا بھی یہی چاہیے تھا کیونکہ نبی رحمت، معلم و محسن انسانیت ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی کا لفظ اول **"اقرا"** یعنی "پڑھیے" تھا۔ قرآن کریم نے نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مذکورہ مقصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا!يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ"۔[16] وہ (نبی) تمہیں ہماری آیات پڑھ، پڑھ کر سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ نفس کرتا ہے اور کتاب (قرآن) و حکمت سکھاتا ہے اور تمہیں ان باتوں کی تعلیم دیتا ہے جن کو تم نہیں جانتے تھے۔ اسی طرح خود رسول کریم ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:"انما بعثت معلما"[17] میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ چونکہ اللہ تبارک و تعالی نے معلم انسانیت کی بعثت ہی بحیثیت معلم کے فرمائی تھی لھذا آپ ﷺ کی ذات اقدس سفر و حضر، دن رات، ہر وقت اور ہر مقام پر ایک متحرک درس گاہ تھی اور صحابہ کرام اس درس گاہ کے متعلم تھے۔ مختلف حالات و واقعات میں ایک لاکھ سے زائد صحابہ و صحابیات نے آپ سے تعلیم حاصل کی اور فیضان نبوی سے فیض یابی کے بعد پوری دنیا میں علم کی شمع کو فروزاں کیا۔ صحیح بخاری میں ہے:"مثل ما بعثني الله به من الهدى والعلم، كمثل الغيث الكثير أصاب أرضا، فكان منها نقية، قبلت الماء، فأنبتت الكلأ والعشب الكثير، وكانت منها أجادب، أمسكت الماء، فنفع الله بها الناس، فشربوا وسقوا وزرعوا، وأصابت منها طائفة أخرى، إنما هي قيعان لا تمسك ماء ولا تنبت كلأ، فذلك مثل من فقه في دين الله، ونفعه ما بعثني الله به فعلم وعلم، ومثل من لم يرفع بذلك رأسا، ولم يقبل هدى الله الذي أرسلت به"[18] اللہ نے مجھے جو ہدایت اور علم دے کر بھیجا ہے، اس کی مثال اس موسلادھار بارش کی طرح ہے جو زمین پر برسی اور روئیدگی کے قابل زمین نے اسے اپنے اندر جذب کیا پھر اس سے گھاس اور سبزہ اُگا اور زمین کا کچھ حصہ روئیدگی کے قابل نہ تھا اس نے پانی کو اپنے اوپر روک لیا اللہ نے اس پانی سے انسانوں کو نفع پہنچایا لوگوں نے خود پانی پیا اور دوسروں کو پلایا اور کاشت کاری کی اور زمین کا ایک حصہ پتھریلا اور پہاڑی تھا جس پر نہ تو پانی رکا اور نہ ہی سبزہ اُگا یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے اللہ کے دین کو اچھی طرح سمجھا، میرے علم و ہدایت نے اسے نفع پہنچایا، اسے خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور دوسری اس شخص کی مثال ہے جس نے علم و ہدایت آنے کے بعد نہ تو جہالت سے اپنے آپ کو دور کیا اور نہ ہی ہدایت قبول کی جسے دے کر مجھے مبعوث کیا گیا۔

عہد نبوی کا نظام تعلیم

عہد نبوی کے نظام تعلیم میں یہ بات شامل تھی کہ ہر وقت اور ہر جگہ تعلیم کو عام کیا جائے چنانچہ مسجد نبوی سے متصل صفہ کے ساتھ، ساتھ مدینہ منورہ میں موجود دیگر مسجدیں، صحابہ کرام کے گھر اور ڈیرے درس گاہیں بن گئیں جہاں دن اور رات کی قید کے بغیر مختلف اوقات میں ہر وقت کسی نہ کسی صورت میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور جس کو بھی علم کی کسی بات کا پتہ چلتا تو وہ اسے آگے پہنچا دینا اپنا فرض سمجھتا تھا چنانچہ "حضرت خباب بن ارت مکہ مکرمہ میں فاطمہ بنت خطاب کے گھر میں تعلیم قرآن دیا کرتے تھے۔ حضرت سالم مولی ابي حذیفہ ہجرت سے پہلے قبا میں، حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن مکتوم نقیع الخصمات میں اور حضرت رافع بن مالک زرقی مسجد بنی زریق میں تعلیمی خدمات انجام دیتے تھے یہ تمام حضرات مکہ معظمہ کے فضلاء تھے ان حضرات کے شاگرد مدینہ منورہ کی مساجد میں امامت اور قرآن کی تعلیم دیتے تھے"۔[19] مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منورہ میں بھی مختلف علاقوں اور قبیلوں میں ہر وقت تعلیمی مشاغل جاری رہتے تھے۔ جن میں خاص طور پر "بنو نجار، بنو عبد الاشہل، بنو ظفر، بنو عمرو بن عوف، بنو سالم کی مساجد میں تعلیم و تعلم کا انتظام تھا اور عبادہ بن صامت، عتبہ بن مالک، معاذ بن جبل، عمر بن سلمہ، اسید بن حضیر اور مالک بن حویرث رضوان اللہ علیہم اجمعین ان جگہوں پر امامت کے ساتھ، ساتھ معلمی کی خدمات ادا کرتے تھے"۔[20] المختصر یہ کہ آج چہار دانگ عالم میں علم کی جو شمع فروزاں ہمیں نظر آرہی ہے یہ سب صفہ اور عہد نبوی کے نظام تعلیم کا فیضان ہے۔ صفہ کا نصاب تعلیم اور نظام تعلیم غیر رسمی انداز میں تسلسل سے آگے بڑھتا رہا اور اس کے سایہ میں ہزاروں خواتین و حضرات نے قرآن پاک اور نبی کریم ﷺ کے تمام اقوال، افعال اور تقریرات اور آپ ﷺ کی زندگی کے ہر ہر لمحہ کو یاد اور محفوظ کر لیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس صفہ کے زیر تعلیم نفوس قدسیہ میں سے کوئی ابو بکر کہلایا تو کوئی عمر فاروق اور کوئی عثمان ذوالنورین کہلایا تو کوئی حیدر کرار، کوئی بلال حبشی کہلایا تو کوئی ابو ہریرہ۔

مدارس کا نظام تعلیم

سیرۃ النبی ﷺ کے ہمہ جہت پہلوں میں سے ایک پہلو صفہ کا قیام ہے اور کتب سیر اور کتب تاریخ اس بات پر شاہد ہیں کہ مدارس دینیہ معلم انسانیت ﷺ کے دست اقدس سے قائم کیے گئے اسی صفہ کا تسلسل ہیں۔ کئی ایک نشیب و فراز سے گزرنے کے باوجود آج بھی مدارس کے نصاب تعلیم اور نظام تعلیم میں صفہ کا عکس جھلکتا دکھائی دیتا ہے اور یہ مدارس صدیوں سے صفہ کے طرز پر اپنے نظام تعلیم کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد محض رضائے الہی کے جذبے سے لیس صحابہ وصحابیات نے قرآن و سنت کو اگلی نسل تک پہنچانے میں بھرپور کردار ادا کیا، جس کے لیے صحابہ و صحابیات نے انفرادی اور اجتماعی سطح پر حلقہائے درس قائم فرمائے اور جس کے پاس جتنا علم تھا اس نے اسے آگے منتقل کر دیا اور انتقال علم میں آج کے رسمی تعلیمی اداروں کا طریقہ کار اختیار نہیں کیا بلکہ جس صحابی اور صحابیہ کے پاس جو وقت فارغ ہوتا وہ اس وقت میں پڑھنے والوں کو اپنے پاس بلا لیتا اور اپنے سینے میں محفوظ علم کو آگے منتقل کر دیتا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:"أنهم كانوا سبعين فكانوا إذا جنهم الليل انطلقوا إلى معلم لهم بالمدينة فيدرسون فيه القرآن حتى يصبحوا"[21]۔"اصحاب صفہ میں سے ستر (70) لوگ رات کو ایک معلم کے پاس جاتے تھے اور صبح تک درس قرآن میں مشغول رہتے تھے۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:"کنت انا و جار لی من الانصار فی بنی امیة بن زید، وهي من عوالی المدینة، وکنا نتناوب النزول علی رسول اللهﷺ، ینزل یوما و انزل یوما، فاذا نزلت جئته بخبر ذالک الیوم من الوحی وغیره، واذا نزل فعل مثل ذالک"۔[22] "میں اور میرا انصاری پڑوسی جو قبیلہ امیہ

بن زید سے تھا، عوالی مدینہ میں رہتے تھے، ہم دونوں باری باری رسول کریم ﷺ کے حلقہ درس میں حاضر ہوتے تھے، ایک دن وہ حاضر ہوتے اور ایک دن میں حاضر ہوتا، جب میں حاضر ہوتا تو اس دن کی وحی وغیرہ کی خبر لاتا اور جس دن وہ حاضر ہوتے تو وہ بھی اسی طرح کرتے"۔

دور صحابہ میں مدارس کا نظام تعلیم

نبی کریم ﷺ کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام اور بالخصوص اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مختلف شہروں اور علاقوں میں صفہ کی طرز پر حلقہائے درس اور مراکز علمیہ قائم فرمائے اور جو علم انہوں نے نبی کریم ﷺ سے حاصل کیا تھا اسے انتہائی دیانت داری اور ذمہ داری سے تابعین عظام کی طرف منتقل کر دیا۔ صفہ کے حلقہ درس سے فیض یاب ہونے والوں میں سے ایک ممتاز نام حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے جن کا شمار علم حدیث کے اساطین میں کیا جاتا ہے ۔ آپ بالاتفاق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت میں سب سے زیادہ حدیثیں یاد کرنے اور محفوظ کرنے والے ہیں جن کے بارے میں خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔"أبو هريرة وعاء من العلم"۔[23] ابوھریرہ علم کا ظرف ہیں۔ حضرت ابوھریرہ کی مرویات کی مجموعی تعداد 5374 ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں صفہ کی طرز پر حلقہ درس قائم کر کے احادیث نبویہ کے اس عظیم الشان ذخیرہ کو صحابہ اور تابعین کی طرف روایت کیا جس سے آپ کے تلامذہ اور رواۃ کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا چنانچہ اکابر صحابہ میں سے حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت ابی بن کعب، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو موسی اشعری، حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت جابر بن عبد اللہ، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور تابعین میں سے حضرت سعید بن مسیب، امام حسن بصری، محمد بن سیرین، سلیمان بن یسار، طاؤس، عکرمہ، مجاہد، عطاء بن یسار، موسی بن یسار نے آپ سے کسب علم کیا جبکہ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں کی مجموعی تعداد 800 سے زیادہ ہے۔[24] حضور ﷺ سے خلوت و جلوت میں مستفید ہونے اور ظاہری اور باطنی علوم سے فیض یاب ہونے والوں میں ام المؤمنین حضرت سیدہ عاشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سر فہرست ہیں۔ "آپ رضی عنہا نے بھی اپنے گھر میں حلقہ درس قائم فرمایا جس میں آپ دن رات قرآن واحادیث اور دیگر علوم وفنون کی تعلیم دیا کرتیں تھیں جن خوش نصیب ہستیوں نے آپ سے کسب فیض کیا ان میں 48 خواتین بھی شامل ہیں"۔[25] حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بھی صفہ کی طرز پر مدینہ منورہ میں حلقہ درس قائم فرمایا جس میں لوگ ان سے علم حاصل کرتے تھے۔[26] دور صحابہ میں مدینہ منورہ کے ساتھ ، ساتھ مکہ مکرمہ بھی علم کا بڑا مرکز تھا جہاں پر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے صفہ کی طرز پر حلقہ درس قائم کیا جو بہت وسیع تھا جس میں آپ قرآن وحدیث، علم الفرائض اور فقہ کی تعلیم دیتے تھے۔ حرمین شریفین کے بعد کوفہ کو علمی مرکز بننے کا شرف واعزاز حاصل ہوا جس کے بانی حضرت عمر رضی اللہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن وسنت کی ترویج واشاعت کے لیے پہلے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور پھر کچھ عرصہ بعد حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کو کوفہ بھیجا جنہوں نے کوفہ میں حلقہائے درس قائم فرمائے جو حرمین شریفین کے بعد دوسرا بڑا علمی مرکز بن گیا جس میں یہ حضرات قرآن، حدیث اور فقہ کی تعلیم دیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ نے ان حضرات کو بھیجتے وقت اہل کوفہ کو لکھا:"انی قد بعثت اليكم عمار بن ياسر اميرا و عبد الله بن مسعود معلما و وزيرا هما من النجاء من اصحاب رسول الله ﷺ و من اهل بدر فاقتدوا بهما و اسمعوا و قد اثركم بعبد الله بن مسعود على نفس"۔[27] میں تمہاری طرف عمار بن

یاسر کو امیر اور عبد اللہ مسعود کو وزیر اور معلم بنا کر بھیج رہا ہوں اور یہ دونوں حضور ﷺ کے بزرگ ترین اور بدری صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی اقتدا کرو، ان کا حکم مانو۔ عبد اللہ بن مسعود کو تمہاری طرف بھیج کر میں نے تمہیں اپنے نفس پر ترجیح دی ہے۔ پھر کچھ عرصہ بعد حضرت عمر رضی اللہ نے ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کو فہ کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہوں نے اپنی آمد کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا: "بعثنی الیکم عمر لاعلمکم کتاب ربکم و سنة نبیکم"۔[28] مجھے حضرت عمر نے تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی ﷺ کی سنت کی تعلیم دوں۔ حرمین شریفین اور کوفہ کے بعد عراق کو علم کا تیسرا بڑا مرکز بننے کا موقع ملا، جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی علمی خدمات انجام دیتے تھے، اسی طرح حضرت عبادہ بن صامت نے معلم قرآن کی حیثیت سے حمص میں قیام فرمایا، حضرت معاذ بن جبل نے فلسطین اور حضرت ابو درداء نے دمشق میں سکونت اختیار فرمائی، حضرت عبد الرحمن بن قاسم شام میں، حضرت عبد اللہ بن معقل اور حضرت عمران بن حسین بصرے میں اور حضرت عبد اللہ بن مسعود مدائن میں قیام پذیر ہوئے اور ان ہستیوں نے ان علاقوں میں حلقہائے درس قائم فرمائے جن میں یہ حضرات قرآن، حدیث اور فقہ کی تعلیم دیتے تھے۔

دور تابعین

تابعین کے دور میں چہار دانگ عالم میں صفہ کی طرز پر علم کی نشرواشاعت ہونے لگی چنانچہ مدینہ منورہ میں حضرت ربیعة بن فرخ الرای نے حلقہ درس قائم فرمایا جہاں سے امام مالک اور امام اوزاعی جیسی نابغہ روزگار شخصیات نے تعلیم حاصل کی۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نے کوفہ میں حلقہ درس قائم فرمایا، آپ کے حلقہ درس میں ھرات (افغانستان) سے لیکر دمشق اور حمص (شام) سے طلبہ پڑھنے کے لیے جمع ہوتے تھے۔ اسی طرح امام عبد الرحمن بن ابی لیلی اور حضرت امام شعبی نے بھی کوفہ میں حلقہائے درس قائم فرمائے جس کی وجہ سے کوفہ کو عروس البلاد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اسی طرح بصرے میں امام الحسن البصری نے حلقہ درس قائم کیا جو ایک امتیازی حیثیت رکھتا تھا۔[29] الغرض صفہ کی کوکھ سے جنم لینے والا علم کا یہ سیل رواں صفہ کی طرز پر آگے بڑھتا رہا اور نوبت بایں جارسید کہ پہلی صدی ہجری کے آخر میں ان مراکز علمیہ میں پڑھنے والے طلباء کی تعداد اس قدر بڑھ گئی تھی کہ بعض مدارس میں تین، تین ہزار طلباء ہوتے تھے اور معلم اپنی کلاس کے گرد اپنے گدھے پر سوار ہو کر چکر لگاتے تھے۔[30]

قرون اولی کی تعلیمی خصوصیات

قرون اولی کی تعلیمی خصوصیات مندرجہ ذیل تھیں (1) قرآن وحدیث اور فقہ کے سوا کسی دوسرے علم کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی۔ (2) قرآن مجید کے سوا کسی فن کی درسی کتاب نہیں تھی (3) حدیث اور فقہ زبانی پڑھائے جاتے تھے۔ (4) اساتذہ تنخواہ تو درکنار ھدیہ بھی نہیں لیتے تھے۔ (5) مسجدیں اور علماء کے مکانات تعلیم گاہ کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔[31] پھر اموی دور حکومت (41ھ تا132ھ) میں نظام تعلیم میں مندرجہ ذیل چیزوں کو شامل کیا گیا (1) علوم وفنون کے لیے تالیف، تصنیف اور ترجمے کا سلسلہ شروع ہوا۔ (2) اساتذہ اور طلباء کے وظائف مقرر کیے گئے (3) مساجد میں تعلیم کے لیے مستقل درس کے حلقے قائم ہوئے۔ (4) بعض اسلامی ریاستوں میں اہل علم کو جہاد سے مستثنی قرار دے دیا گیا۔ (5) زبانی تعلیم کے علاوہ املاء کا طریقہ جاری ہوا یعنی استاد جو کچھ بیان کرتا شاگرد اسے لکھ لیتے اور استاد لکھواتا جاتا اور شاگرد لکھتے جاتے۔ (6) کتابوں کی قرآت کی سند اور اجازت کا رواج بھی اسی دور سے شروع ہوا۔[32] عباسی دور حکومت (132ھ تا656ھ) میں تعلیم مساجد کے صحنوں

،خانقاہوں کے حجروں اور علماء کے معمولی مکانوں اور امرا کی حویلیوں میں دی جانے لگی اور مدینہ طیبہ کے علاوہ کوفہ، بصرہ اور فسطاط مشہور علمی مرکز بن گئے۔ اور امام مالک کے حلقہ درس کی بادشاہت ایک طرف مدینہ سے بخارا اور سمرقند تک تھی تو دوسری طرف تیونس، قیروان، قرطبہ اور سرقسطہ تک پھیلی ہوئی تھی جس میں ان علاقوں کے طلبہ بالخصوص حاضر ہوتے تھے ۔[33] مامون الرشید اور مابعد خلفاء کے دور میں بغداد ساری دنیا کے طلباء کے لیے علم کا کعبہ اور علماء وفضلاء کے لیے قبلہ حاجت بن گیا تھا۔ مصر کے مشہور شہر الفسطاط میں جامع حضرت عمرو بن العاص صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے سے ہی علوم دینیہ کا مرکز تھی ۔ عہد طلولونی میں مسجد احمد طلولون علم کا بہت بڑا مرکز تھی جس میں امام شافعی کے ہونہار تلامذہ البویطی، المزنی الشافعی، ابن ہشام اور امام ابو جعفر الطحاوی کا حلقہ درس تھا۔[34] مامون الرشید اور بعد کے حکمرانوں کے دور حکومت میں بڑی بڑی مساجد میں کتابوں کے لیے الگ کمرے بنائے جانے لگے اور کتب خانے وجود میں آنے لگے جہاں قدیم وجدید مثلاً منطق، فلسفہ، ریاضیات، علم نجوم، موسیقی، کیمیا، طب وغیرہ کے متعلق کتابیں جمع کی جانے لگیں۔

حکومتی سرپرستی میں مدارس کے قیام کا آغاز

مذکورہ بالا تمام ادوار میں تعلیم و تعلم کا یہ سلسلہ حکومتی سرپرستی کے بغیر محض انفرادی اور نجی طور پر چلتا رہا اور علماء بغیر کسی تنخواہ اور اجرت کے محض رضائے الٰہی کے لیے یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ ان ادوار میں نہ تو کوئی نصاب متعین تھا اور نہ ہی پڑھنے کا کوئی خاص وقت مقرر تھا بلکہ ان ادوار میں نصاب کی بجائے فنون پڑھنے پر زور دیا جاتا تھا اور جس استاد کے پاس جو وقت دستیاب ہوتا تو وہ اس وقت طلباء کو اپنے پاس بلا لیتا اور پڑھا دیتا چنانچہ بعض علماء کی علمی مجالس دن کے وقت قائم ہوتیں تھیں اور بعض علماء رات کو پڑھایا کرتے تھے۔ پھر رفتہ، رفتہ حکمران اور امراء بھی اس کار خیر میں حصہ لینے لگے۔ چنانچہ عالم اسلام میں سب سے پہلے اہل نیشاپور (ایران) نے باقاعدہ مدارس کے قیام کا آغاز کرتے ہوئے سلطان محمود غزنوی نے مدرسہ بیہقیہ کی بنیاد رکھی، محمود غزنوی کے بعد اس کے بھائی نصر بن سبکتگین نے بھی مدرسہ سعیدیہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا تھا اور ان دو مدارس کے بعد امام ابن فورک (متوفی ۴۰۶ھ) نے ایک مدرسہ قائم کیا[35]۔ اہل نیشاپور کے بعد 459ھ/1066ء میں حکومتی سرپرستی میں مدرسہ نظامیہ کا قیام عمل میں لایا گیا جسے سلجوقی دور کے وزیر اعظم نظام ملک طوسی نے بغداد میں قائم کیا تھا۔ جو طلبہ اور اساتذہ کیلیے ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ تھا جس میں امام غزالی اور امام ابو اسحٰق شیرازی جیسی نابغہ روزگار شخصیات نے تدریسی خدمات انجام دے کر جامعہ نظامیہ بغداد کو چہار دانگ عالم میں شہرت کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ امام مجد الدین فیروزآبادی اسی مدرسہ کے فیض یافتہ تھے۔ پھر رفتہ، رفتہ تمام بلاد اسلامیہ میں سرکاری سرپرستی میں مدارس قائم کیے جانے لگے اور یوں تعلیم و تعلم حکومتوں کی ذمہ داری سمجھا جانے لگا اور یوں تعلیمی نظام مکمل طور پر حکمرانوں کی سرپرستی میں چلا گیا جس نے کئی ایک فوائد کے ساتھ ساتھ گوں ناگوں قسم کی قباحتوں کو بھی جنم دیا جن میں سے ایک یہ ہے حکمران اپنی مرضی کا نظام تعلیم اور نصاب تعلیم نافذ کرنے لگے اور مسلم ممالک کے نصاب تعلیم میں غیر مسلم ممالک مداخلت کرنے لگے جس کی وجہ سے تعلیم و تعلم کا جو مقصد رسول کریم ﷺ نے اپنی سیرت کے ذریعہ اس امت کو عطا فرمایا تھا امت اس سے ہٹ گئی اور نوبت بایں جا رسید کہ مسلم امہ ہر میدان میں تباہی وبربادی کا منظر پیش کر رہی ہے۔

حاصل بحث

مذکورہ بالا تحقیق کا حاصل بحث مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی سے متعلق ہر بات اور ہر واقعہ سیرت ہے، چاہے اس کا تعلق آپ ﷺ کی معاشرتی زندگی سے ہو، چاہے معاشی زندگی سے ہو، چاہے سیاسی زندگی سے ہو۔

2۔ صفہ سے مراد وہ چبوترہ ہے جسے نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعلیم و تربیت اور رہائش گاہ کے لیے مسجد نبوی سے متصل ایک جانب قائم فرمایا جسے اس کے سائبان کی وجہ سے "صفہ" کہا جاتا تھا۔

3۔ صفہ کے قیام کا ایک مقصد یہ تھا کہ صحابہ کرام اس میں بیٹھ کر لکھنا، پڑھنا سیکھیں اور قرآن و احادیث کو یاد کریں اور ان کے معانی و مطالب کو سمجھیں اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ جن صحابہ کرام کے پاس رہائش نہیں تھی وہ اسی میں رہائش اختیار کریں گویا کہ صفہ اصل میں ایک کھلی اقامتی (Residential) درس گاہ تھی جو دن کے وقت تعلیم و تربیت کا کام دیتی تھی اور رات کو بے گھر صحابہ کرام کی آرام گاہ کے طور پر استعمال ہوتی تھی یعنی یہ دنیا کی پہلی اقامتی (Residential) جامعہ (University) تھی۔

4۔ مدارس دینیہ کا نظام تعلیم قرآن و سنت اور سیرت النبی ﷺ کی ترویج و اشاعت کے لیے قائم کیے گئے سب سے پہلے مدرسہ صفہ کا ہی تسلسل ہیں۔

5۔ صفہ کا نصاب تعلیم قرآن اور سیرت النبی ﷺ تھے لیکن ضمناً ان کے ساتھ، ساتھ وہ علوم و فنون بھی سیکھائے جاتے تھے جو قرآن اور سیرت رسول ﷺ کے سیکھنے میں معاون و مددگار ہو سکتے تھے جیسے لکھنا، پڑھنا، فن تجوید و قرآت، فقہ کی تعلیم وغیرہ

6۔ صفہ کے نظام تعلیم میں معلم و متعلم وقت، سفر و حضر، لیل و نہار، سردی و گرمی، صبح و شام، صغیر و کبیر اور مرد و عورت کی تخصیص و تعیین اور تفریق کے بغیر ہر وقت، ہر جگہ تعلیم و تعلم میں مصروف عمل رہتے تھے اور حاجات ضروریہ اور عبادت واجبہ کے علاوہ سارا وقت سیکھنے، سکھانے پر صرف اور خرچ کیا جاتا تھا۔

7۔ چوتھی صدی ہجری تک تعلیم و تعلم کا سلسلہ حکومتی سرپرستی کے بغیر محض انفرادی اور نجی طور پر آگے بڑھتا رہا اور علماء بغیر کسی تنخواہ اور اجرت کے محض رضائے الٰہی کے لیے یہ خدمت انجام دیتے رہے۔

8۔ عالم اسلام میں سب سے پہلے حکومتی سرپرستی میں پانچویں صدی ہجری میں نیشاپور (ایران) میں باقاعدہ مدارس کا قیام عمل میں لایا گیا جس کی بنیاد سلطان محمود غزنوی نے رکھی اور اہل نیشاپور کے بعد 459ھ /1066ء میں حکومتی سرپرستی میں مدرسہ نظامیہ کا قیام عمل میں لایا گیا جسے سلجوقی دور کے وزیر اعظم نظام الملک طوسی نے بغداد میں قائم کیا تھا۔

References

[1]Ibrahim Mustafa and Fellows, *Al-Mujam u al wasit* (Cairo: ,Dar u al-dawah),1:467.

[2] Al –Thanwi Muhammad bin Ali Al-Qazi, *Mausu'a Kashaf Istalahat u alfunon wa al-Ulom*(Beirut: Maktaba Labnan Nasheroon,1st,ed.1996 AD),1:998.

[3]Dehlvi, Abdulaziz ,Shah Muhaddis,*ujalah nafiaa*,p14

[4]Al-Ahzab 33:21.

[5] Al-Mumtahinah 60:6.

[6] Al-Hashr 59:7 .
[7]Loeis Malof,*Al-Munjad*(Lahore,Urdu Bazar,Khazina ilm u adab)p:472
[8]Dr. Muhammad Hamiduallah, *Ahd-e-nabwi kā Nizam-e-Talim* (www.drhamidullah), :12
[9] Hamiduallah, *Ahd-e-nabwi kā Nizam-e-Talim*, 13
[10] Abū Dāwūd d Suleman Ibn Ashath Al-Sajistāni, *Sunan* (Beirut: Al-Maktbah al-Aasria), 3:323; Hadih no 3666,
[11] Abū Al-Asr Hafiz Jalandhri, *Shah Nama Islam*(Lahore: Maktba tamir-e-Insaniyat), 4: 71.
[12] Al-Baqarah 2:151.
[13] Al-Hashr 59:7.
[14]Muhammad Ibn Abdullah Ibn Muhammad Al-Nisaporī, *Al-Mustadrak 'Alā Al-Sahihain* (Beirut: Dar al-kutub al-Ilmiyya), 1:174; Hadith no 326.
[15] Ibn-e- sad, *Al-Tabqāt al-Kubra* (Beirut: Dar al-kutub al-Ilmiyya),1:80.
[16]Al-Baqarah 2:151.
[17] Muhammad Ibn Yazid Ibn Māja Al-Qazweeni, *Sunan* (Dar Ihya al-kuttub Al-arbiya),Hadith no 229.
[18]Muhammad Ibn Ismaeel al- Bukhari, *Al-Jamia Al-Sahih* (Dar Tawq Al-Nijah), Hadiith no 79.
[19],Qazi Athar Mubarak Pori, *Kheir Al-Qaron Ki Dars Gahin Aor un Ka Nizam e Talim u Tarbiyat* (India :Sheikh u Al-Hind Academy 1995),11.
[20] Mubarak Pori, *Kheir Al-Qaron Ki Dars Gahin Aor un Ka Nizam e Talim u Tarbiyat*, 37
[21],Shams u Al-Din Muhammad Ibn Usman Al-Zahbi, *Siyar 'Alām Al-Nubalā* (Cairo:,Dar Al-Hadis),18:506.
[22] Al-Zahbi, *Siyar 'Alām Al-Nubalā*, 18:506.
[23]Ali IbnHassam al-Din Ibn Qazi Khan, Kanz *u Al-Ummāl Fi Sunan Al-Aqwāl wa al-Afāl* (Moassah al-Risalh), 11:642; Hadith No 33122.
[24]Ahmad Ibn Hajar al-Asqalani, *Tahzeeb al-Tahzeeb* (Haidar Abad Dakaan: Dāerah al-Maarif)
[25]Dr. Muhammad Hamiduallah *, Ahd e Nabvi ka Nizam e Talim*, 110.
[26]Dr. Muhammad Hamiduallah, *Hadis-e-Nabavi ki Tadvin Aur Hifazat*, Fikr o Nazar, 40/41,Issue1/4.
[27]Peer Muhammad Karam Shah Al-Azhari, *Sunnat-e-Khair ul Anām* (Krachi: Madina Publishing Company), 116.
[28]Al-Azhari, *Sunnat-e-Khair ul Anām, 117.*
[29]Ahmad Ameen, Daha al-Islam(Cairo: Taba 1935),2:52,.
[30] Ibn sad, Tabqāt, 9: 210.
[31]Urdu Daerah Maarif Islamia,20:179.
[32]Riyasat Ali Nadvi, *Islami Nizam -e-Taleem* (India: Dāerah Maarif 1938), 37-38.
[33] Nadvi,Suleiman,Seyad,*Musalmano Ki Āeinda Taleem* (Daerah Muaarif Azam Gar,V:42
[34] Urdu Daerah Maarif Islamia,20:180.
[35] Ahmad Ibn Ali Al-Maqrezi, *Kitab al-Khutat*(Cairo: Maktaba Madboli),2: 363.